انّ الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء — عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

غلام احمد قادیانی

تار کا پتہ الفضل قادیان

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں دو بار

ایڈیٹر قاضی محمد

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (سنہ ۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۴۶ | مورخہ ۷ دسمبر سنہ ۱۹۲۶ء | یوم سہ شنبہ | مطابق یکم جمادی الاول سنہ ۱۳۴۵ھ | جلد ۱۴

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں۔ زمیندار نے یہ خبر غلط شائع کی ہے کہ حضور لاہور سالائڈ سینما میں تشریف لے گئے۔

حضرت اُم المؤمنین رضی کے لئے دعائے صحت کی جائے ٭

ناظر صاحب امور خارجیہ کو ایجنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے نے اطلاع دی ہے۔ کہ ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ لاہور سے کہدیا گیا ہے۔ کہ وہ آپ کے جلسہ سالانہ پر آنے والے مسافروں کے لئے ایسا ریلوے انتظام کرے۔ جو بآسانی آجا سکیں ٭

جناب میر محمد اسمٰعیل صاحب کا بچہ بیمار ہے۔ اللہ تعالیٰ شفاء عاجلہ و کاملہ بخشے

شیخ فقیر اللہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر مدارس اپنے اہل و عیال کے ساتھ قادیان آ رہے تھے۔ رستے میں ان کا نو سالہ بچہ بیمار ہو گیا۔ اور قادیان آتے ہی فوت ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ صبر جمیل و نعم البدل دے ٭

سن رائز انگریزی اخبار عنقریب نکلنے والا ہے۔ درخواستیں جلد آنی چاہئیں۔ تاکہ نمبر اول ان کو بھیجا جا سکے ٭

رموزِ احمدیّت

(سلسلہ دار)

فراست و سیاست

امن آمد حاصلِ کون و مکان
امن آمد رونقِ بزمِ جہاں

امن آمد از صفاتِ ایزدی
امن آمد نقشِ لوحِ کن فکاں

امن گویم مسکنِ روح الامین
امن انم مامنِ روحانیاں

"اُدخلوھا بسلٰم اٰمنین"
امن آمد پردہ دارِ لامکاں

قبلۂ کونین رُو د آمنہ
آں امین و کعبۂ امن و اماں

در لباسِ رحمۃ للعالمین
امن عالمگیر را آمد ضماں

امن و صلح و آشتی قرآن ما
مؤمناں را بس ہمیں باشد نشاں

امن و صلح و آشتی اسلامِ ما
جملہ تہذیب و تمدن علم و فن
این سیاحت‌ہا چمن اندر چمن
ربط و ضبطِ مشرق و مغرب بہم
عالمے را ساختہ شہرے سترگ
این ہمہ از فیضِ امنِ عام بود
ہر کہ بزمِ امن را برہم زند
ہجرت و ترکِ تعاون کردہ
شو بشو پیغامِ جنگ انداختی
با حکومت آمدی پیکار جو
اے بسا ہنگامہ ہا آراستی
یک نظر بیں حالیا انجامِ کار
عَین در میداں سپر انداختی
اے دریغا گشتہ زار و زبوں
آں دعاوی دفترِ پارینہ شد
چوں کفِ سیلاب آمد ہم گذشت
قوم درا ول قدم پَی کرد گم
جز پشیمانی نیارد حاصلے
خواجہ آمد شہر بند از کارِ خود
چلّہ ہا صد سال گر اکنوں کشی
"آں قدم بشکست و آں ساقی نماند"
آنکہ بر ما بارہا خندیدہ
در نگر انجامِ شیخ و برہمن
حالیا صورت بہ بیں حالت مپرس
دست رنجِ خویش را ایں دشمنِ دُ
چوں مُحابا خیزد از روباہِ پیر
در تعنت نے سخن اے جانِ من
با جراحتہا دے اُفتد چو کار
تو بنائے کار بر نفرت نہی

امن و اسلام اند توام زادگان
صنعت و ایجادِ تازہ ہر زماں
وِیں تجارتہا جہاں اندر جہاں
ایں ترقی ہا کہ مے بینی عیاں
ہر کسے را ہموطن بیں اندر آں
امن گر خیزد کجا ماند اماں
روزِ بہروزی نہ بیند در جہاں
فارغ از نفع و ضرر سُود و زیاں
ہر کجا جولاں نمودی، رجز خواں
دست بر بازو زناں چوں پہلواں
ایں زمینے راز دی بر آسماں
باز گو از کشت و حاصل اے فلاں
اسپِ خود را باز پیچیدی عناں
زورِ بازو ماند نے زورِ زباں
واں فتاوی کرم خوردہ بیگماں
آں ہمہ جوش و خروشِ ناگہاں
بے خبر را ساخت میرِ کارواں
الاماں از زشت کاری الاماں
شہرہا در ماتم و شور و فغاں
باز ناید تیرِ رستہ از کماں
در زماں بر چیدہ آمد آں دُکاں
زیں تلاطم دیدہ چوں برکراں
از سیاست لافہا نزدم مراں
کے عیاں را حاجتِ شرحِ بیاں
نام و ہم ناموس دادی رائگاں
مے زند ناگاہ بر شیرِ ژیاں
ہر تو باشیم دائم دِل طپاں
نشترِ جرّاح گردد خونچکاں
کامگاری را کجا یابی نشاں

آنچہ میکاری ہماں خواہی دِرُود
درگذر از فتنہ و شور و شغب
بندہ مے شو سیدِ لولاک را
از فراستہائے مومن درس گیر
آنچہ ما گفتیم و کس باور نکرد
پیش بیں آمد امامِ پاکباز

ہمچنیں اُفتاد کارِ ایں جہاں
زُد و ترخود را از نہہا دارہاں
بندہ ات گردد زمین و آسماں
ایں سیاست را بماں بادیگراں زرّیں
مے نہ بینی تا پدید آمد ہماں
من نمے گویم کہ ہست اُو غیب داں

گفتۂ اُو گفتۂ اللہ بود
"گرچہ از حلقومِ عبداللہ بود"

(محمد احمد مظہر۔ وکیل جالندھر)

اخبار احمدیہ

لجنۃ اماء اللہ کا قیام امرتسر میں

حسب ارشاد جناب ناظر صاحب تعلیم و تربیت لجنۃ اماء اللہ کی شاخ امرتسر میں قائم کرنے کے واسطے ایک جلسہ امرتسر کی احمدی بہنوں کا بتاریخ اٹھائیس نومبر بمکان ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب امیر جماعت احمدیہ امرتسر منعقد کیا گیا۔ جس میں قریباً ۱۵ بہنوں نے حصہ لیا۔ تلاوت قرآن شریف کے بعد جلسے کی کارروائی شروع ہوئی۔ پہلے امیر صاحب کی ہدایت کے مطابق لجنۃ اماء اللہ کی ضرورت اور اس کے قیام کے متعلق ایک مضمون پڑھا گیا۔ جو اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر محمد منیر صاحب نے پڑھا۔

اس کے بعد ایک مضمون اسی موضوع پر اہلیہ صاحبہ چوہدری غلام محمد صاحب تبلیغی سیکرٹری نے پڑھا جس میں آپس میں تعلقات بڑھانے اور باہمی طور پر سلسلہ کی خدمات کرنے اور اس کے پاک اور امن والے اصولوں کو دوسری بہنوں تک پہنچانے کی طرف بھی توجہ دلائی گئی۔ اس کے بعد کچھ باہمی تبادلہ خیالات ہوا۔ پھر حاضرات کی چائے سے تواضع کی گئی۔ لجنہ اماء اللہ کا قیام ہو گیا۔ آئندہ جمعہ کو ایک میٹنگ اور ہوگی۔ جس میں کام کرنے کے واسطے سیکرٹری وغیرہ کا انتخاب کیا جائیگا۔ اس کے بعد تمام ان بہنوں کے شکریے کے بعد جنہوں نے اس جلسہ میں حصہ لیا تھا جلسہ برخاست ہوا۔ جلسہ اس درخواست پر ختم ہوا۔ کہ خدا تعالےٰ ہمیں اس کام کو ٹھیک طور پر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ والسلام۔ خاکسار بنت کرم الٰہی صاحب امیر جماعت احمدیہ امرتسر)

ضروری اعلان برائے موصیان

(۱) خط و کتابت کرتے وقت یا زر وصیت ارسال کرتے وقت نمبر وصیت کا حوالہ دینا ضروری ہوتا ہے اور یہ بھی کہ یہ رقم فلاں ماہ کی آمد کا حصہ ہے۔ (۲) حصہ آمد کا میعاد مرکز میں آنا ضروری ہے۔ یعنی نومبر کا حصہ آمد دسمبر میں پہنچ جائے (محمد سرور سیکرٹری مقبرہ)

ولادت

عزیز محمود احمد شاہ صاحب قریشی سپرنٹنڈنٹ جرائم پیشہ اقوام بستی محمود آباد کے گھر میں اللہ تعالےٰ نے لڑکا عطا فرمایا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے بچے کا نام منور احمد رکھا ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ عزیز کو لمبی عمر عطا فرمائے اور خادم دین اسلام بنائے آمین (امیر احمد قریشی)

۲۔ خدا تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے آج جمعہ کے دن مجھے ایک لڑکی عنایت فرمائی ہے جس تعالےٰ اس کو متقی نیک و دین کی خادمہ بنائے۔ (خاکسار عبداللہ الہ دین سکندر آباد)

التجاء دعا

رنگی شاہ احمدی کی اہلیہ عرصہ ڈیڑھ سال سے عارضہ جلودھر مبتلا ہے۔ دعائے صحت کی جائے۔ (عبدالغنی خاں سیکرٹری جماعت احمدیہ کریام ضلع جالندھر)

۲۔ منشی دیوان الدین احمد صاحب عرصہ دراز سے بیمار ہیں۔ دعائے صحت کی جائے۔ (دعا جرہ کریم النساء موضع تاردا)

الفضل
بسم اللہ الرحمن الرحیم
یوم سہ شنبہ ۔ قادیان دارالامان ۷ دسمبر ۱۹۲۶ء

انگریزی ریویو کیلئے دس ہزار خریدار مطلوب ہیں

ایک سو والنٹیروں کی ضرورت

کون ہے جو سب سے پہلے کھڑا ہوگا؟

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضہ ملت شود پیدا

امید ہے۔ کہ مکرمی شیخ یعقوب علی صاحب کی یہ اپیل توجہ سے پڑھی جائے گی۔ حضرت امام نے خطبہ میں افتتاح مسجد لندن کے شاندار نتائج سے فائدہ اٹھانے کے لئے ارشاد فرمایا ہے۔ اسکی ایک صورت یہ بھی ہے۔ کہ ہم متلاشیان حق کے لئے لٹریچر بہم پہنچائیں۔ پس انگریزی ریویو کی توسیع کے ساتھ اخبار سن رائز کے لئے خریدار پیدا کریں۔ کہ یہ بھی اسی غرض سے قادیان سے شائع کیا جا رہا ہے۔ دوم سلسلہ کے انگریزی دان اہل علم مضامین مہیا کریں۔ سوم مالی خدمات کے لئے پہلے سے بڑھکر قربانیاں دکھائی جائیں۔ چہارم دعاؤں پر بہت زور دیا جائے۔ (ایڈیٹر)

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں سمندر پار سے ایک درخواست لے کر آپ کے پاس آتا ہوں۔ اور نہایت صاف اور سادے الفاظ میں اسے پیش کرتا ہوں۔ اسلئے کہ میں نے ہمیشہ عرفی الفاظ اور جذبات آفرین طریق پر اپیل کرنا حقائق پسند قوم کے ایثار و قربانی کی ہتک سمجھا ہے لندن میں مسجد کی بنا اور اسکی تعمیر اور افتتاح سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تاریخ کا ایک شاندار باب ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہت سی پیشگوئیاں اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں اس سے وابستہ ہیں۔

مسجد کے افتتاح سے جو تحریک اور تموج یورپ میں پھیلی ہے۔ میں اسے الفاظ میں بیان ہی نہیں کر سکتا۔ اور میں بیان کرنا بھی نہیں چاہتا۔ اس سے تمہاری ذمہ داریوں میں جو اضافہ ہوا ہے۔ وہ تم کو خوب معلوم ہے۔ اور حضرت امام ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اس پر توجہ دے چکے ہیں۔ **اگر اس تحریک اور تموج سے جو اس وقت پیدا ہو چکی ہے۔ ہم نے کام نہ لیا۔ تو ہم خدا تعالیٰ کے حضور جوابدہ ہوں گے**

میں کسی قدر تفصیل سے اشاعت سلسلہ کے متعلق اردو ریویو میں لکھ چکا ہوں۔ اگر ریویو انگریزی کے دس ہزار خریدار ہو جائیں۔ تو انشاء اللہ بہت جلد حیرت انگیز نتائج دنیا کے سامنے آجاویں گے۔ میں اس کے لئے ایک سو ایسے والنٹیروں کو پکارتا ہوں۔ جو اپنے ذمہ لیں۔ کہ وہ ایک ایک سو خریدار پیدا کر دیں گے۔ اور یہ کوئی بڑی بات نہیں یہ دس ہزار وہ ہوں گے۔ جو جماعت سے تعلق نہیں رکھتے۔ غیر احمدی۔ ہندو۔ سکھ۔ عیسائی ہر قسم کے لوگ اس رسالہ کے لئے مل سکتے ہیں۔ کوشش شرط ہے۔ میں انشاء اللہ خود بھی اس تحریک میں عملی حصہ لوں گا۔ ہمارے وکیل۔ ہمارے ڈاکٹر۔ ہمارے تاجر۔ ہمارے زمیندار۔ ہمارے مدرس ہمارے عام ہمارے خاص سب اس تحریک میں حصہ لے سکتے ہیں۔ یہ تعداد آخیر دسمبر ۱۹۲۶ء تک پوری کر دو۔ ایک مہینہ پورے زور سے کام کرو۔ میں معزز ایڈیٹر الفضل سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ اس تحریک کو جاری رکھیں اور جیسے جیسے والنٹیر اعلان کرتے رہیں۔ ان کے نام شائع کرتے رہیں۔

یہ نہ سمجھ لیا جاوے۔ کہ صرف سو خریدار پیدا کرنیوالوں کیلئے درخواست ہے۔ ہر شخص انفرادی کوششوں کو جاری رکھے۔ خواہ کوئی ایک خریدار دے۔ اس کا نام بھی شائع کر دیا جاوے یہ تحریک الفضل دس ہزاری تحریک کے نام سے متواتر جاری رکھی جاوے۔ جب تک دس ہزار تعداد پوری نہ ہو جاوے بلکہ اسے دسمبر تک پوری کر دو۔

اس کے علاوہ میں تمام انجمنوں سے درخواست کرتا ہوں کہ سردست کم از کم ایک سال کے لئے ہر انجمن دس کاپیاں ریویو کی اپنے خرچ پر خرید کرے۔ جو یہاں مفت تقسیم ہوگا۔ ہر جماعت اپنی طاقت کے موافق کم و بیش کر سکتی ہے۔ مثلاً لاہور کی جماعت کیلئے یہ دشوار نہ ہوگا کہ دس خرید کرے۔ تیسرے جماعت میں جس قدر انگریزی خوان ہیں۔ وہ ریویو کے باقاعدہ خریدار ہوں۔ میں ایسے لوگوں کو بھی جانتا ہوں۔ جو اکیلے ہی ایک ایک سو کاپی خرید کر سکتے ہیں۔ میں انہیں بھی توجہ دلاتا ہوں۔

اپنے مخلص اور نہایت ہی مہربان اور فیاض دوست خان بہادر سیٹھ احمد اللہ دین صاحب کا نام لے کر میں توجہ دلاتا ہوں۔ کہ ریویو کی اشاعت کے سلسلہ میں پہلے بھی ایک سال کے لئے ایک سو کاپی خرید چکے ہیں۔ مسجد لندن کے لئے بھی ایک سو پونڈ کا قالین دیکر انہوں نے ایک قابل تقلید مثال پیش کی ہے۔ میں انہیں ایک سال اور کے لئے ریویو کے لئے تحریک کرتا ہوں۔ وہ رمضان میں حیدرآباد کی تمام مساجد کو برف مہیا کرتے ہیں یورپ کی مذہبی سردی کو سرگرمی سے بدلنے کے لئے وہ ایک سال کے لئے ریویو کی ایک سو کاپیاں خرید کریں۔ اور اپنے دوستوں سے ایک سو کاپی مزید کے لئے انتظام کریں۔ مومن ایک مقام پر نہیں ٹھہرتا۔ وہ ترقی کرتا ہے۔ اسلئے میں نے ان سے دو سو کاپیوں کا مطالبہ کیا ہے۔ میں ان کی ترقی کا خواہشمند ہوں۔ احباب ان کے لئے خاص طور پر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کے اموال اور اولاد میں برکت دے۔ میں نے یہ درخواست ان سے پبلک میں کی ہے۔ اس امید کے ساتھ کہ میرا سوال رد نہیں ہوگا۔ میں اپنے لئے نہیں۔ بلکہ اسکی رضا کے لئے مانگتا ہوں۔ جو انتم الفقراء وھو الغنی الحمید فرماتا ہے سیٹھ صاحب کی ابتدا دس ہزار خریداروں کے ثواب کی موجب ہوگی۔ بہر حال میں اپنے تمام دوستوں سے یہ درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ میری اس دس ہزاری درخواست کو پورا کر دیں۔

میری یہ درخواست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و عظمت کے بلند کرنے کے جذبہ اور اسلام کو آفاق میں پھیلانے کے جوش کی بنا پر کرتا ہوں۔ اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو کھڑا کر دے گا۔ جو اس کے پورا کرنے کے لئے کمر ہمت باندھ لیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ انہیں خائب و خاسر نہیں کرے گا۔

میرے دوستو! یاد رکھو کہ یہ کام ہو جانا ہے۔ اور ضرور ہو جانا ہے۔ اس موقعہ کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ کہ ایسے موقعہ بار بار نہیں ملا کرتے۔

بہ غفلت این نصرت را دہند اے اخی ورنہ
قضائے آسمان است این بہر حالت شود پیدا

میں سلسلہ کے تمام اخبارات سے اس حق کی بناء پر جو مجھے خدا تعالیٰ نے انکا باپ ہونے کا اپنے فضل سے بخشا ہے۔ معاصرانہ درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ اس تحریک کو کامیاب بنائیں اپنی تحریکیں چھوڑ دیں۔ اور ریویو کو دس ہزار شائع کروائیں۔

آخر میں سب دوستوں سے دعا کی درخواست کرتا ہوں اور خصوصاً حضرت امام ایدہ اللہ بنصرہ سے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دس ہزاری خواہش جلد پوری ہونے کے لئے دعا فرماویں۔ اور ہمیں توفیق ملے۔ کہ جلد سے جلد اس میں کامیاب ہو جائیں۔ (قدم خادم سلسلہ عرفانی۔ از لنڈن)

ترکی دماغ اور اسلام

مانچسٹر گارڈین میں ترکوں کے خیالات مذہب اسلام کے متعلق شائع ہوئے ہیں۔ جسکا ترجمہ زمیندار نے شائع کیا ہے۔ قارئین کرام کے افادہ کے لئے ہم اس کا اقتباس درج ذیل کرتے ہیں۔

ترکی کے اہل دماغ کو سلطنت کے اندر مذہب کی حیثیت کے موضوع پر اپنے خیالات کے اظہار کا موقعہ مل گیا۔ وہ اس امر کو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ وہ خود مسلمان نہیں رہے۔ لیکن یہ بات انہیں اس پختہ عقیدے سے نہیں روک سکتی۔ کہ قومی مذہب اسلام ہی رہے گا۔ ان کا خیال ہے۔ کہ مذہب کی قدر و قیمت محض اس کی اس صلاحیت پر موقوف ہے۔ کہ وہ معاشرتی حیثیت سے اتحاد قائم رکھے۔ اس لئے کسی شخص کا مذہب تبدیل کر کے اتحاد کے اس عمرانی رشتہ کو کمزور کرنا زبردست جرم ہے۔ اسلام چھوڑ کر دوسرا مذہب قبول کرنا قومی ارتداد خیال کیا جاتا ہے۔ اور اسے ترکی قوم کے تاریخی اتحاد سے غداری کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس وہ خود اسلام کے اصول و قوانین کے متعلق جو شبہات رکھتے ہیں۔ اور خود ان کے درمیان لا مذہبی کی جو روح پیدا ہو چکی ہے۔ اسے وہ اپنے دماغی ارتقاء سے تعبیر کرتے ہیں۔

یونس ناجی سربرآوردہ ممبر مجلس اور اخبار نویس نے لکھا ہے۔

مذہب ایک ایسا عقیدہ ہے۔ جو ترقی یافتہ سوسائٹی میں پیدا ہوتا ہے۔ اور پختہ ہو جاتا ہے۔ لوگ کسی مذہب کو قبول نہیں کرتے۔ بلکہ اپنے آپ کو کسی مذہب کا پیرو پاتے ہیں اس لئے اس امر کی توضیح کرنے میں ہمیں بڑی مشکل پیش آرہی ہے۔ کہ کسی شخص کو جبکہ وہ پہلے ہی سے ایک مذہب کا پیرو ہو اپنا مذہب تبدیل کرنے کی ضرورت کیوں پیش آسکتی ہے۔ مذہب کا محض جسیات اور ضمیر سے تعلق ہے۔ اس لئے اسے دلیل و برہان سے کوئی واسطہ نہیں۔ اس لئے ہم نہیں سمجھتے کہ کسی مذہب تبدیل کرنے کی ضرورت لاحق ہو سکتی ہے۔ انسان اس وقت تک مذہب سے آزاد نہیں ہو سکتا جب تک کہ فلسفہ کی کافی تعلیم اسے عام سطح سے اتنا بلند کر دے کہ وہ اس معاشرتی اتحاد کے پیمان سے بے نیاز ہو جائے لیکن اس قسم کے ارتقاء یافتہ دماغ کو ہرگز یہ حق حاصل نہیں کہ وہ مذہب پر کھلم کھلا حملہ کرے۔ جسے عوام قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ بلاشبہ ہم یہاں تک کہنے کے لئے تیار ہیں کہ مذہب ایسی چیز نہیں جس سے نفرت کی جائے۔ اور ہر مذہب میں دانش اور فلسفہ کے نہایت اعلیٰ اصول پائے جاتے ہیں۔ تاہم ہم نے کبھی ایسے مسلمان کو نہیں دیکھا جس نے کسی ذاتی غرض یا مقصد کے بغیر مرتد ہونے کا فیصلہ کیا ہو۔

ایک اور مضمون نگار نے ترکوں کے اہل دماغ کا نقطۂ نگاہ حسب ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے۔

مسلمان کے دل میں اپنے مذہب کے مطالعہ کے دوران میں شکوک و شبہات پیدا ہو سکتے ہیں۔ اور یہ ایک امر واقعہ ہے۔ کہ ہم میں سے اکثر کے دل میں شکوک پیدا ہوئے۔ لیکن جو شخص توحید پرست پیدا ہو۔ اور دہریہ ہو کر مرے۔ اس کی حالت یقیناً قابل رحم ہے۔ اگر یہ ارتداد حق کی تلاش میں لغزشیں کھانے کے باعث معرض وجود میں آئے۔ تو ایسے مرتد کا احترام دوسروں کی نظروں سے نہیں گر سکتا کسی شخص کو یہ حق حاصل نہیں۔ کہ وہ ایسے لوگوں سے نفرت کرے جو اس کے ہم خیال یا ہم عقیدہ نہیں۔ ارتقا یافتہ دماغوں کی معاشرتی تعلیم میں رواداری بہت بڑی خوبی ہے۔ مسلمان دہریہ یا لا مذہب تو ہو سکتا ہے۔ کیونکہ دنیا کا کوئی مذہب زندگی اور قدرت کے اسرار کی تشریح نہیں کر سکتا۔ اور مذہب کے ساتھ وابستہ رہنا جذبات سے تعلق رکھتا ہے لیکن یہ امر وہم و گمان سے بھی بالا ہے۔ کہ کوئی مسلمان اسلام کو چھوڑ کر کوئی دوسرا مذہب بھی اختیار کر سکتا ہے۔

صاف ظاہر ہے۔ کہ ترک اسلام سے بدگمان ہو چکے ہیں اور وہ اسلام پر دہریت و لا مذہبیت کو ترجیح دے رہے ہیں۔ جس بات کو وہ ترکی دماغ کا ارتقاء خیال کرتے ہیں۔ ہمارے نزدیک وہ انحطاط ہے۔ کیونکہ اسلام کا کوئی ایسا مسئلہ نہیں جو علم و عقل کی ترازو پر پورا نہ اترے۔ مگر افسوس کہ ترکوں کا دماغ فلسفۂ الٰہیات سمجھنے سے قاصر ہو رہا ہے۔ اور یہ محض مغربیت کی تقلید ہے۔ افسوس ہے کہ ہمارے ہندوستان کے مسلم اخبار نویس ترکوں کی تعریف کرتے نہیں تھکتے۔ حالانکہ وہ دن بدن اسلام سے بعید ہوتے جاتے ہیں۔ یہ کہنا کہ مذہب کا تعلق دلیل و برہان سے نہیں۔ خوفناک غلطی ہے۔ اور مذہب کو صرف قومی فیشن قرار دینا اور اپنی سعادت و نجات دارین کا موجب نہ سمجھنا مذہب سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔

آریہ دوستوں سے دو سوال

۱۹۲۱ء کی مردم شماری میں ہندو بیوہ عورتوں کی تعداد دو کروڑ ۶۸ لاکھ ۳۴ ہزار ۸ سو ۳۸ شمار کی گئی ہے جسکی تفصیل بلحاظ عمر حسب ذیل ہے۔

عمر		تعداد	عمر		تعداد
ایک سال	=	۹۹۵	۵ تا ۱۰ سال	=	۸۳۰۳۷
یک تا دو سال	=	۴۷۰	۱۰ تا ۱۵ سال	=	۲۳۲۱۴۷
۲ تا ۳ سال	=	۱۵۱۳	۱۵ تا ۲۰ سال	=	۳۹۶۱۱۲
۳ تا ۴ سال	=	۸۸۸۷	۲۰ تا ۲۵ سال	=	۷۴۲۱۸۳
۴ تا ۵ سال	=	۹۷۸۷	۲۵ تا ۳۰ سال	=	۱۱۶۳۷۲۰

۳۰ تا ۳۵ سال = ۱۸۱۸۳۶۳ (وغیرہم)

(۱) کیا کوئی مہاشہ صاحب یہ بتلا سکتے ہیں۔ کہ بیوگان کی شادی کرنا ان کی کس مذہبی کتاب کے کونسے منتر کی رو سے جائز ہے؟ اگر درست و جائز ہے۔ تو اس سے قبل کیوں نہیں عمل درآمد کیا گیا؟

(۲) اگر کسی وید یا کتاب کی رُو سے ان کے لئے جائز نہیں ہے۔ تو کیا انہوں نے اپنے مایۂ ناز مسئلہ تناسخ کے ذریعہ سے اپنے کسی اوتار سے اس کو درست کروالیا ہے؟ فقط والسلام۔

(عاجز محمد ابراہیم سکرٹری و سیکنڈ ماسٹر ننکانہ صاحب)

بہشتی مقبرہ

پرکاش الفضل سے ایک فقرہ "خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے۔ کہ ایسے کامل الایمان ایک ہی جگہ دفن ہوں"۔ نقل کر کے نتیجہ نکالتا ہے "کہ گویا اس کے بغیر دنیا بھر کے تمام قبرستان دوزخی ہو گئے"۔ ہم نہیں سمجھ سکتے۔ کہ پرکاش نے یہ نتیجہ کسطرح اور کیسے نکالا۔ مقصد تو صرف یہ ہے۔ کہ ایسے لوگ جو دین کے لئے مال و جان سے فدائی رہے۔ ان کو ایک جگہ دفن دیکھکر دلوں میں خدمت دین کا ایک ولولہ پیدا ہو۔ اس میں شرک یا قبر پرستی کی کونسی بات ہے۔ کوئی ان سے منتیں تو نہیں مانی جائینگی۔ کیا آپ اپنے کسی قریبی یا لیڈر کے مرگ استھان پر کبھی نہیں گئے پچھلے دنوں تمام ہندوستان کے آریہ کیا سوامی دیانند جی کی پرستش کے لئے جمع ہوئے تھے؟ پس جو کام آپ خود کرتے ہیں۔ اور نہ صرف کرتے ہیں۔ بلکہ مذہب کی روح قائم رکھنے کے لئے ضروری سمجھتے ہیں۔ اسی کو قابل اعتراض بتانا یہ کہاں کی انصاف پسندی ہے۔ امید کی جا سکتی ہے۔ کہ دوسرے مذہب پر وہ اعتراض نہ کئے جائیں گے۔ جو اپنے مذہب پر پڑتے ہوں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

مسجد لنڈن کے شاندار نتائج اور ان سے فائدہ اٹھانے کا زرین موقعہ

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ

فرمودہ ۲۶ نومبر ۱۹۲۶ء

میں نے ایک دفعہ پہلے بھی مسجد لنڈن کے افتتاح کے متعلق ذکر کیا تھا۔ اور آج اس کے ایک اور پہلو کے متعلق جماعت کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہوں۔

اس تقریب اور اس شاندار افتتاح پر جس طرح اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ایک تہلکہ اور زلزلہ برپا کر دیا ہے۔ اور ایک شور پیدا کر دیا ہے۔ اور اس کی طرف تمام دنیا کی نگاہیں اٹھا دی ہیں اس سے پہلے ایسی شاندار تقریب کبھی انگلستان کی تاریخ میں نظر نہیں آتی۔ چنانچہ یورپ کے بڑے بڑے اخباروں نے بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے۔ کہ انگلستان میں اس قسم کا عظیم الشان نظارہ عیسائی مذہب کی تقریب پر بھی اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا گیا۔

یہ ان لوگوں کی آواز ہے۔ جو انگلستان کے عیسائی ہیں ایک تو وہ لوگ انگلستان کے رہنے والے پھر عیسائی اور عیسائی بھی پختہ اور اس کے ساتھ متعصب اور قومی تعصب میں بھی تمام دنیا کے عیسائیوں سے بڑھے ہوئے ہیں۔ اور اس تعصب کے باعث کبھی کوئی عجیب بات کسی اور قوم کی طرف منسوب ہونا پسند نہیں کرتے۔ باوجود ان باتوں کے پھر ولایت کے بڑے بڑے اخبار والوں نے اس بات کو تسلیم کیا ہے۔ کہ کبھی کوئی ایسا شاندار اجتماع اور اس قدر دلچسپی رکھنے والی تقریب اس سے پہلے انگلستان میں نہیں نظر آتی۔ یہاں تک کہ ایک بہت بڑے اخبار والے نے اس حد تک بھی لکھا ہے۔ کہ یہ شاندار اجتماع اس بات کو ثابت کر رہا تھا۔ اور دلوں میں ایک گہری خلش پیدا کر رہا تھا۔ کہ اب انگلستان کو عیسائی مذہب کے علاوہ اور مذاہب میں بھی سچائی تلاش کرنی چاہیئے۔

یہ وہ ہوا ہے۔ جس سے ہم محسوس کر سکتے ہیں۔ کہ اب انگلستان کے خیالات کس طرف جا رہے ہیں۔ پھر صرف انگلستان میں ہی اس افتتاح کا چرچا نہیں۔ بلکہ تمام ملکوں اور تمام زبانوں میں اس واقعہ کا ذکر ہو رہا ہے۔ اور تمام دنیا کے خیالات میں ایک لخت عجیب تغیر پیدا ہو رہا ہے۔ چنانچہ آج ہی جدہ سے ایک خط آیا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ یہاں ہم سلسلہ کی کتب لوگوں کو پڑھنے کے لئے دیتے تھے۔ لیکن لوگ کبھی اس طرف توجہ نہیں کرتے تھے۔ اور نہ کبھی کتابیں ہی پڑھتے تھے۔ لیکن اب ہمارے گھروں میں آ کر لٹریچر مانگتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ نہ صرف انگلستان میں بلکہ تمام دنیا میں سلسلہ کی طرف رغبت پیدا ہو رہی ہے۔

اور ضرور ہے۔ کہ یہ غیر معمولی اور عالمگیر رغبت اپنا رنگ لائے۔ کیونکہ جب لوگ ہمارے لٹریچر کا مطالعہ شروع کریں گے اور ہماری باتیں توجہ سے سنیں گے۔ تو ان کی خوشبو خود بخود ان کو متوالا کرے گی۔ کوئی چیز اس وقت تک لوگوں کو اپنی طرف نہیں کھینچتی۔ جب تک لوگ اپنی آنکھوں کو بند رکھتے ہیں۔ اور وہ چیز پردہ اخفا میں رہتی ہے۔ لیکن جب لوگ اس چیز کو کھولتے ہیں یا وہ خود ظاہر ہوتی ہے۔ تو اس کی خوشبو دلوں کو مائل کرتی چلی جاتی ہے۔ اور لوگ شکار ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

جب اس افتتاح مسجد کی تقریب سے نہ صرف انگلستان میں بلکہ تمام دنیا میں سلسلہ کی طرف ایک زبردست رو چلنی شروع ہوئی ہے۔ تو اب ہمارے لئے اس عذر کی کوئی گنجائش نہیں رہی۔ کہ لوگ توجہ نہیں کرتے۔ بلکہ اب سوال یہ باقی ہے کہ ہم ان کی توجہ سے فائدہ اٹھائیں۔ اور کس طرح اٹھائیں۔

دنیا میں کسی قوم کے غالب آنے کے لئے پہلی چیز یہ ہے کہ اس کا رعب دلوں میں بیٹھ جائے۔ جب رعب بیٹھ جائے تو اس کے بعد دنیا کو فتح کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ کیونکہ رعب وہ چیز ہے۔ جو اصلی طاقت و قوت سے بھی بہت زیادہ مفید ہے۔ دیکھو رسول کریمؐ نے جن چند باتوں پر فخر کیا ہے۔ ان میں سے ایک رعب ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں۔ نصرت بالرعب کہ میری نصرت رعب سے ہوئی ہے۔ دور دراز کے فاصلہ پر بھی دشمن کے دل میرے خوف اور رعب سے کانپ رہے ہیں۔ آپ نے یہ نہیں فرمایا۔ نصرت بالجند کہ لشکروں کے ساتھ مجھے نصرت دی گئی ہے۔ یہ اس لئے کہ دنیا میں جو اثر رعب کرتا ہے۔ وہ دنیا کی کوئی اور طاقت اثر نہیں کرتی۔ لشکر وہ اثر نہیں کرتے۔ جو رعب کرتا ہے۔ اور قوت و طاقت وہ نتائج نہیں پیدا کرتی جو رعب پیدا کرتا ہے۔ کیونکہ رعب خیالات کو منتشر کر دیتا ہے اور تمام طاقتوں کو کمزور اور پراگندہ کر دیتا ہے۔ پس رعب کا دنیا کی کوئی چیز مقابلہ نہیں کر سکتی۔

پنجاب میں ایک لطیفہ مشہور ہے۔ جو بظاہر تو لطیفہ کا رنگ اپنے اندر رکھتا ہے۔ مگر اس میں بڑی سچائی مخفی ہے۔ مشہور ہے کہ ایک دفعہ چوہوں نے مشورہ کیا۔ کہ یہ بلی جو ہر روز ہمیں تنگ کرتی ہے۔ اس کا کوئی علاج کرنا چاہیئے۔ آخر یہ ہے تو ایک ہی اور اس کے مقابل ہم کافی تعداد میں ہیں۔ ہم اگر سارے مل کر اس کا مقابلہ کریں۔ اور اسے پکڑ کر ایک دفعہ اس کا فیصلہ کر دیں۔ تو وہ ایک ہمارے مقابلہ میں کیا کر سکتی ہے۔ اور کہاں تک ہمیں مارے گی۔ کسی نے کہا کہ میں اس کی ٹانگ پکڑوں گا کسی نے کہا میں اس کی دوسری ٹانگ پکڑ لوں گا۔ ایک نے کہا میں اس کا منہ پکڑ لوں گا۔ غرض اس طرح انہوں نے اپنے اپنے حصہ بلی کے پکڑنے کیلئے ایک کام لے لیا۔ اور خیال کیا کہ بس اب بلی ماری گئی۔ ہم جب سارے مل کر کام کریں گے۔ تو اس کے مارے جانے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ اور بظاہر یہ درست معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ واقعہ میں بلی کو مارنا چاہیں۔ تو اس طرح وہ ضرور اسے مار سکتے ہیں۔ لیکن جو چیز انہوں نے نہیں سوچی تھی۔ وہ بلی کا رعب تھا۔ اکیلی بلی کا رعب اپنے اندر اس قدر طاقت رکھتا ہے۔ کہ اس کے مقابلہ میں ہزاروں چوہوں کی طاقت کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ اسی وجہ سے جو ان میں سے دانا تھا۔ اس نے بھی یہی کہا۔ کہ بے شک تم سب مل کر اسے پکڑ لو گے۔ لیکن یہ تو پہلے بتاؤ۔ کہ اس کی میاؤں کو کون پکڑے گا۔ کیونکہ جب وہ ابھی میاؤں ہی کرے گی۔ تو نہ تمہارے ہاتھوں میں طاقت رہے گی نہ تمہارے پاؤں میں طاقت رہے گی۔ تو یہ لطیفہ درحقیقت اس بات کے بیان کرنے کے لئے بطور مثال بنایا گیا ہے۔ کہ جو کام رعب دنیا میں کرتا ہے۔ وہ طاقت اور قوت نہیں کر سکتی۔ اس لئے رسول کریمؐ فرماتے ہیں۔ کہ میرا رعب دلوں پر بٹھا دیا گیا ہے۔ اب جہاں میں جاتا ہوں۔ دشمن کا دل کانپ اٹھتا ہے۔ اور وہ اپنی طاقت کو بھول جاتا ہے اس کے خیالات منتشر ہو جاتے ہیں۔ اور وہ میرے سامنے ایک بچہ کی حیثیت میں ہو جاتا ہے۔

پس پہلی چیز جو اللہ تعالیٰ غالب آنے والی قوم کو دیتا ہے وہ رعب ہے۔ اس قوم کو رعب دیا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ ہر چیز پر غالب ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اور کوئی چیز ان کے مقابلہ پر نہیں ٹھہرتی۔

اب دیکھو ایک پولیس مین کے آنے پر ایک معمولی افسر کے

آنے پر سب پر رعب طاری ہو جاتا ہے۔ حالانکہ وہ اکیلا ہوتا ہے۔ اس کی یہی وجہ ہے۔ کہ اس کے پیچھے حکومت کا رعب ہوتا ہے۔ تو اب اللہ تعالےٰ نے اپنی طرف سے ہمارے لئے ایسے سامان مہیا کر دیئے ہیں۔ کہ جن سے سلسلہ کا رعب قائم ہو گیا ہے۔

چنانچہ یورپ کے لوگوں نے بھی اس بات کو لکھا ہے۔ کہ امیر فیصل کے رک جانے کی یہ وجہ بھی ہے۔ کہ دوسرے مسلمانوں کے دل اس بات کو دیکھ کر جل گئے ہیں۔ کہ وہ باوجود تعداد اور مال میں ہماری نسبت کروڑوں درجہ زیادہ ہونے کے پھر اس کام میں کامیاب نہ ہو سکے۔ جس میں ایک چھوٹی سی جماعت کامیاب ہو گئی ہے۔ ادھر یہی خیال ان کے لئے محرک ہوا۔ کہ چلو اس جگہ کو بھی چل کر دیکھیں۔ کہ جس کے افتتاح کے لئے امیر فیصل مکہ سے چل کر آیا۔ اور پھر مذہبی حساد کے روکنے کی وجہ سے اس تقریب سے رک گیا۔ اور درحقیقت اس میں اللہ تعالےٰ کا ہاتھ تھا۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نہیں چاہتا تھا۔ کہ اس کی مسجد کسی انسان کی مرہون منت ہو۔ بلکہ اس کے شاندار افتتاح اور اس کی عظمت و شہرت کے سامان اللہ تعالےٰ نے خود ہی پیدا کر دیئے۔

چنانچہ بعض اخبار میں تین تین دن تک افتتاح کی خبروں کا تانتا لگا رہا۔ یورپ کے اخباروں کی طاقت اس قدر بڑھی ہوئی ہے کہ ایک ایک خبر کے شائع کرنے میں سبقت کرنے کے لئے ہزاروں روپیہ خرچ کر دیتے ہیں۔ اور پھر ایک دفعہ شائع ہونے کے بعد دوسری دفعہ وہ کبھی شائع نہیں کرتے۔ اور اگر کسی وجہ سے کسی اور اخبار کے ذریعہ وہ خبر پہلے شائع ہو جائے۔ تب بھی اسے شائع نہیں کرتے۔ لیکن افتتاح مسجد کے متعلق ولایت کے ایک ایک اخبار مثلاً ٹائمز جیسے اخبار نے بھی تین دن متواتر خبریں درج کیں۔ اور یہ نہیں خیال کیا۔ کہ اب یہ خبر پرانی ہو گئی ہے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے۔ کہ انگلستان کے ہر گھر میں مسجد کے متعلق ایک شور پڑا ہوا ہے اور چرچا ہو رہا ہے۔

اب سوال یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اس قدر رعب اور عزت جو سلسلہ کو بخشی ہے۔ اس سے فائدہ اٹھانے کی کیا صورت ہے ان لوگوں کے دلوں میں اب جوش پیدا ہو گیا ہے۔ کہ وہ اسلام کی صحیح تعلیم کا مطالعہ کریں۔ اور مسلمانوں سے ملیں۔ ان کی مذہبی حالت ان کی دینی حالت کے متعلق دریافت کریں۔ لیکن اگر ہمارے پاس اس کام کے لئے کافی لٹریچر نہ ہو۔ جو ان کے ان جذبات کو جو ان میں پیدا ہو گئے ہیں۔ ٹھنڈا کرے۔ تو وہ ضرور پھر دوسرے لوگوں کی طرف متوجہ ہونگے۔ اور ان کے پاس جائیں گے۔ اور اس طرح گویا ہماری تمام محنت اور لاکھوں روپیہ کا خرچ بالکل ضائع چلا جائے گا۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں۔ کہ اب ہماری جماعت کے لئے بہت بڑی ذمہ داری ہے۔

ایک تو پہلے میرے ہی وہاں جانے سے ان کے اندر بہت ہیجان پیدا ہو چکا تھا۔ کیونکہ وہ لوگ تو مسیح کا نائب پوپ کے سوا اور کسی کو نہیں سمجھتے تھے۔ ان کو یہ کہاں معلوم تھا۔ کہ ایک اور مسیح بھی مسلمانوں میں پیدا ہوا ہے۔ جس کا نائب ہمارے ملک میں آئے گا۔ اس لئے پہلے تو میرے وہاں جانے نے ان کے اندر ایک بہت بڑا ہیجان پیدا کر دیا تھا۔ چنانچہ اسی وجہ سے اس کثرت سے انہوں نے ہمارے فوٹو لئے کہ ہم تھک جاتے تھے۔ پھر بڑی بڑی اخباروں کے نمائندے ملنے کے لئے آتے تھے۔ اور ہمارے متعلق متواتر اخباروں میں اس کثرت کے ساتھ ذکر ہوتا رہا۔ کہ ایک نمائندہ نے ہمارے ایک دوست کو کہا کہ آپ اس بات کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ کہ آپ کو یہاں کس قدر عزت ملی ہے۔ آپ کے خلیفہ کی آمد پر اس کے متعلق اخباروں میں چھ چھ سات سات دفعہ حالات شائع ہوئے ہیں۔ حالانکہ یہاں بڑے سے بڑے بادشاہ کا بھی سوائے ایک دو دفعہ کے اخباروں میں ذکر نہیں ہوتا۔ تو ایک میرا وہاں جانا خود ایک ایسی تحریک تھی۔ جس سے ان کے طبائع میں ایک جوش پیدا ہو چکا تھا۔ پھر امیر فیصل والا معاملہ درمیان میں آ گیا۔ جس سے سلسلہ کی شہرت ہوئی۔ اور پھر باوجود اس کے رک جانے کے ایسے شاندار افتتاح کا ہونا جس سے نہ صرف انگلستان میں بلکہ تمام دنیا میں ایک ہلچل پیدا ہوئی ہے۔ اس نے اور بھی ان لوگوں کے دلوں میں غیر معمولی رغبت اسلام کی طرف پیدا کر دی ہے۔ غرض تھوڑے سے روپیہ کے خرچ کرنے سے اتنی عظیم الشان لہر کا پیدا ہو جانا ایک ایسی بات ہے۔ کہ اب اگر ہماری غفلت سے یہ تحریک ٹھنڈی پڑ جائے۔ اور اس کے مفید نتائج نہ نکلیں۔ تو پھر شاید کروڑوں روپیہ بھی خرچ کرنے سے اس قسم کی تحریک نہ پیدا ہو سکے۔

جب تک سامان نہ ہو تب تک اشتہار دینا بھی کچھ کام نہیں دیتا۔ اس لئے ان حالات کے ہوتے ہوئے اب ہمارے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ ہماری طرف سے سلسلہ کا لٹریچر ایسے رنگ میں شائع ہو۔ کہ جس سے ان لوگوں کو سلسلہ کی طرف پورے زور سے توجہ پیدا ہو۔ اور ان تک لٹریچر پہنچانے کا یہی طریق ہے۔ کہ انگریزی دان دوست انگریزی میں مضامین لکھنے کی طرف توجہ کریں۔ میں نے بہت سے دوستوں کو اس طرف توجہ دلائی تھی۔ لیکن افسوس کہ سوائے ایک دو دوستوں کے اور کسی نے اس طرف توجہ نہیں کی۔

یہ خیال کرنا کہ انگلستان کے مبلغ ہی مضامین بھی لکھیں گے لوگوں کو بھی ملیں گے۔ ملاقاتیں بھی کریں گے۔ سوسائٹیوں میں بھی شامل ہونگے۔ لیکچر بھی دینگے۔ اور رپورٹیں بھی یہاں بھیجینگے یہ ایسا ہی ہے۔ جیسے کوئی کہے کہ یہ آسمان کو سر پر اٹھا لے یہ کس طرح ممکن ہے۔ کہ ایک ہی آدمی حساب کتاب بھی رکھے۔ رپورٹیں بھی بھیجے۔ لیکچر بھی دے اور سوسائٹیوں میں بھی شامل ہو ملاقاتیں بھی کرے اور ہر وقت مکان پر بھی موجود رہے۔ اور پھر مضامین بھی لکھے۔ حالانکہ صرف ملاقات کرنا ہی ایک ایسا کام ہے۔ کہ جس پر بعض دفعہ دو دو تین تین گھنٹے صرف ہو سکتے ہیں۔ اور ملاقات میں ناممکن ہے۔ کہ ایک شخص جو دور سے گھر پہ ملاقات کے لئے آیا ہے۔ اسے چند منٹ مل کر وہیں چھوڑ دے۔ اور دوسرے کاموں میں لگ جائے اور پھر باقی کاموں میں سے بھی کوئی ایسا کام نہیں۔ جسے وہ چھوڑ سکیں مثلاً یہ بھی ناممکن ہے کہ وہ سوسائٹیوں میں جانا چھوڑ دیں۔ اور یہ بھی ناممکن ہے کہ وہ لیکچر چھوڑ دیں۔ اور یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ کہ بچوں کو یا اور نومسلموں کو پڑھانا چھوڑ دیں۔ اور یہ بھی ناممکن ہے۔ کہ ملاقاتیں چھوڑ دیں۔ ہاں اگر ہو سکتا ہے تو یہ ہو سکتا ہے۔ کہ ریویو کے کام کی تخفیف ان سے کی جائے۔

مگر ہم دیکھتے ہیں کہ اگر دوست ریویو میں اعلیٰ درجہ کے مضامین نکالیں۔ تو ان کا ہاتھ بٹ جائے گا۔ کیونکہ کم از کم ہماری جماعت میں ایک سو انگریزی دان دوست ہیں۔ جن میں ہر آدمی بھی اگر تین صفحہ کا مضمون بھی سال بھر میں لکھے۔ تو دو سال تک صرف ان کے ہی مضامین سے اخبار چل سکتا ہے۔ اگر نصف بھی سمجھ لیں۔ اور تین ماہ میں پانچ صفحہ کا مضمون لکھیں۔ تب بھی ریویو کا سلسلہ جاری رہ سکتا ہے۔ اور ایسا مضمون جسے تین ماہ میں بڑی تحقیق کے ساتھ لکھے گا۔ نہایت اعلےٰ درجہ کا علمی مضمون تیار ہو سکتا ہے۔ اور اس طرح بھی ہو سکتا ہے۔ کہ مثلاً ہزار صفحہ میں سے اگر ۱۰۰ صفحہ بھی چھانٹ لیا جائے۔ تو وہ نہایت اعلےٰ درجہ کے مضامین ہونگے۔ یورپ کے لوگوں میں یہ قاعدہ ہے۔ کہ وہ ہر مضمون نہیں چھاپ دیتے۔ پس جب تک ریویو میں اس قسم کے اعلےٰ مضامین نہ نکلیں۔ جو اسلام کے تمدن و اسلام کے اخلاق اور اسلام کی سیاست اور مدنیت غرض اس کے مختلف شعبوں کے متعلق ہوں۔ تب تک اسلام کا رعب یورپ میں قائم نہیں رہ سکتا۔ اور اسلام نہیں پھیل سکتا۔

اور جو انگریزی نہیں جانتے۔ وہ دو طرح سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ ایک تو اسلام کی مالی خدمت میں پہلے سے زیادہ باقاعدہ ہو جائیں۔ اگر صرف باقاعدگی اور اخلاص کے

ساتھ ذمن ادا کریں۔ تو بھی بہت بڑے نتائج پیدا ہو سکتے ہیں ؎

اور جو لوگ کہ سست بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور بجائے کام کرنے کے دوسروں پر اعتراض کرتے رہتے ہیں۔ وہ سست بیٹھنا اور اعتراض کرنا چھوڑ دیں۔ اور اس کی بجائے دعاؤں کے ساتھ کام لیں۔ تجربہ بتاتا ہے۔ کہ زیادہ تر اعتراض کرنے والے ہی کام میں سست ہوتے ہیں۔ ایک مثال بھی ایسی نہیں ملیگی۔ کہ اعتراض کرنے والا سلسلہ کی پورے طور پر خدمت بجالاتا ہو۔ آج تک ایک مثال بھی اس قسم کی نہیں ملتی۔ کہ معترض کو کام کرنے کی توفیق ملی ہو۔ کیونکہ اعتراض کرنے والے کے دل میں محبت اور اخلاص نہیں ہوتا۔ اور محبت اور اخلاص کے ہوتے ہوئے کبھی اعتراض نہیں پیدا ہوتے ؎

پھر تجربہ یہ بھی بتاتا ہے۔ کہ جب کبھی بھی اعتراضات کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ تو سلسلہ کی تباہی ہوتی ہے۔ اور یہ کہنا کہ ہم نے اخلاص اور ہمدردی سے اعتراض کیا ہے۔ یہ بھی بالکل غلط طریق ہے۔ اس سے نہ کبھی اصلاح ہوئی اور نہ ہوگی۔ یہ ایسی ہی بات ہے۔ جیسے کوئی کسی کو جوتے مارے۔ اور کہے۔ میری غرض تو اس سے تمہاری عزت پیدا کرنا ہے۔ کیا یہ کبھی ہو سکتا ہے۔ کہ سلسلہ کے کاموں اور مرکزی کاموں کے لئے محبت و اخلاص بھی ہو۔ اور پھر اعتراض بھی کرتے چلے جائیں۔ پس بجائے اعتراضات میں طاقتیں خرچ کرنیکے خدمت دین میں اپنی طاقتیں خرچ کرو ؎

دوسرا ذریعہ مدد کرنے کا یہ ہے۔ کہ اپنے دلوں میں خشیت پیدا کرکے خدا تعالٰے کے حضور دعائیں کریں۔ کہ ان موجودہ تغیرات کو ہمارے لئے مفید کرے۔ یہ دو طریق ہیں۔ جن سے جماعت کے دوست مدد کر سکتے ہیں ؎

یاد رکھو۔ کہ سست اور نکمے معترض جماعت اور سلسلہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ ان کی غفلت کا بوجھ ان کی ہی گردن پر ہوگا۔ یہ کبھی نہیں ہوگا۔ کہ کام کرنے والوں کے انعامات اور اجر ان کو دیئے جائیں۔ بلکہ وہی لوگ نعمتوں کے وارث ہونگے۔ جو سچے طور پر دین کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ لیکن وہ لوگ جو خود تو غفلتوں میں پڑے ہوتے ہیں۔ اور دوسرے کام کرنے والوں پر اعتراضات کرتے رہتے ہیں۔ وہ خدا تعالٰے کی درگاہ سے دھتکارے جائیں گے۔ بعد اس کے کہ ان کو بلایا گیا تھا۔ اور وہ مارے جائیں گے۔ بعد اس کے کہ وہ زندہ کئے گئے تھے۔ آخر میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالٰے ہمیں سچا تقوٰی اور اخلاص عطا کرے۔ اور ہر قسم کی ٹھوکروں اور ابتلاؤں سے محفوظ رکھے ؎

میں ایک جنازہ بھی پڑھوں گا جو ہماری جماعت کے مولوی محمد امیر صاحب کے نوجوان بیٹے تھے اور پروفیسر عطاء الرحمن صاحب کے چھوٹے بھائی تھے۔ وہ جہاں فوت ہوئے ہیں۔ صرف مولوی صاحب ہی ان کا جنازہ پڑھانے والے تھے ؎

ویدک تعلیم اور آریہ سماج میں شودروں کی تعداد

کسی مذہبی تعلیم کے عالمگیر ہونے کے لئے ازبس ضروری ہے۔ کہ وہ قابل عمل ہو۔ جس طبقہ کے لوگوں کے لئے وہ احکام ہوں۔ یا جن شرائط کے ساتھ اس حکم کی اتباع ضروری ہے۔ ان کی موجودگی میں اس کی پابندی ہو سکے۔ اگر ایسی صورت میں بھی اس پر عملدرآمد نہ ہو سکتا ہو۔ تو یہ بدیہی ثبوت ہی اس تعلیم کے عالمگیر نہ ہونے پر بیّن گواہ ہے۔ آریہ سماجی ہر وقت ویدک دھرم کی تعریف میں رطب اللسان رہتے ہیں۔ مگر آج تک یہ معمہ حل نہیں کیا جاسکا۔ کہ آیا ویدک تعلیم وہ تعلیم جس کے بدون کوئی آریہ ویدک دھرمی ہی نہیں بن سکتا قابل عمل بھی ہے؟ ہمارا دعوٰی ہے۔ کہ وہ تعلیم ناقابل عمل ہے۔ اگر کسی آریہ دوست کو ہم سے اتفاق نہ ہو۔ تو اس کا فرض ہے۔ کہ وہ بجائے ادھر ادھر جانے کے صرف یہ ہی ثابت کردے۔ کہ آریوں میں سے دس فی صدی اس تعلیم پر عمل کرتے ہیں یا کر سکتے ہیں۔ اگر جواب نفی میں ہو۔ اور یقیناً نفی میں ہے۔ تو پھر ہمارے دعوٰی کے تسلیم کرنے میں کیا عذر ہے؟ سوامی دیانند جی فرماتے ہیں:۔

”دن اور رات کے ملاپ میں یعنی طلوع اور غروب آفتاب کے وقت پرمیشور کا دھیان اور اگنی ہوتر (ہوم) ضرور کرنا چاہیئے۔ جو شخص یہ دونوں کام صبح و شام کے وقت نہ کرے۔ اس کو بھلے لوگ سب دوجوں کے کاموں سے باہر نکال دیں۔ یعنی اس کو شودر کی مانند سمجھیں“

(ستیارتھ پرکاش باب ۴ دفعہ ۶۱)

گویا سندھیا اور اگنی ہوتر دونوں وقت نہ کرنے والے کو ”شودر کی مانند“ سمجھ کر برادری کے کاموں سے خارج کر دینا چاہیئے۔ سندھیا کے بھی مرد۔ عورت اور بیمار جوان آریہ پابند نہیں۔ اور اتنے پانی کے کنارے اور پھر کنج خلوت بھی میسر نہیں آسکتے۔ پھر خرچ کے لحاظ سے چونکہ اس میں ”نہ ہینگ لگے نہ پھٹکری“ اس لئے قصور نہ کرنے والوں کا مان لو لیکن دوسری عبادت (اگنی ہوتر) تو ہر رنگ میں ناممکن العمل ہے کیونکہ ہوم کے لئے ضروری اشیاء کے ضمن میں سوامی صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

”کستوری۔ کیسر۔ اگر۔ تگر۔ سفید چندن۔ الائچی۔ جائفل۔ جاوتری وغیرہ۔ گھی۔ دودھ۔ پھل کند۔ اناج۔ چاول۔ گندم۔ اُرد۔ وغیرہ۔ شکر شہد۔ چھوہارے۔ کشمش وغیرہ۔ سوم لتا یعنی گلو وغیرہ ادویات“

(سنسکار ودھی اردو صـ۳۷)

اب قابل غور بات ہے۔ کہ کیا ان اشیاء ضروریہ کی فہرست میں سے چار عدد ”وغیرہ“ نکال دینے سے بھی کوئی متوسط الحال انسان دونوں وقت باقی چیزوں کو آگ کی نذر کر سکتا ہے۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو سماجی دوستوں کا بار بار کہنا کہ ویدک دھرم ہی عالمگیر مذہب ہے۔ راگ بے ہنگام نہیں تو اور کیا ہے۔ ہاں اس سے بڑھ کر یہ بات حل طلب ہے۔ کہ کیا کہلانے والے آریوں میں شودر زیادہ ہیں یا ویدک دھرمی؟ ہمارا دعوٰی ہے کہ سوامی صاحب کے ارشاد بالا کے ماتحت آریوں میں ۹۵ فیصدی سے زیادہ ”شودر کی مانند“ ہیں۔ پھر تعجب ہے۔ کہ وہ لوگ جو خود ”شودر کی مانند“ ہیں۔ کیونکر لوگوں کو آریہ بنانے کا دعوٰی کرتے ہیں۔ آریہ سماجی دوستوں کو چاہیئے۔ کہ دنیا کو دعوت دینے سے قبل اپنے عمل سے اس بات کا ثبوت بہم پہنچائیں۔ کہ ایک ویدک دھرمی کے لئے جن احکام پر عمل کرنا واجب ہے۔ وہ قابل عمل بھی ہیں۔ کیا آریہ سماج ہمارے اس مشورہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھے گی ؎ والسلام

(خاکسار اللہ دتا جالندھری از روہڑی)

درنجف کا جواب

ایڈیٹر صاحب درنجف نے ایک مکتوب بھیجا ہے جس کا خلاصہ انہی کے الفاظ میں یہ ہے:۔

”اخبار الفضل کی گذشتہ اشاعت ۲۶ ر نومبر میں درنجف کو تنبیہ کی گئی ہے کہ وہ آیۂ قرآنی کو بگاڑ رہا ہے“ نیز آیات قرآنی کو بطریق مذموم استعمال کر رہا ہے۔“ ہمیں اپنے معاصر موصوف کے اس مشورہ سے بشرطیکہ وہ نیک نیت سے لکھے بہت مسرت ہوئی۔ لیکن ہم تو ایڈیٹر اہلحدیث کو سمجھا رہے ہیں۔ کہ وہ بد زبانیاں اپنے اخبار میں شائع نہ کیا کرے۔ اس سے مخاطب کو صدائے گنبد کی طرح جواب دہی کا حق پیدا ہو جاتا ہے۔ اور عنوان میں جو جو عبارت لکھی جا رہی ہے وہ ہرگز ہرگز درنجف کی ساختہ نہیں۔ بلکہ اس کے نیچے برابر حوالہ اخبار اہلحدیث

مشاہدات عرفانی

یا

لنڈنی چٹھی

نمبر (۱۱)

الاستقامۃ فوق الکرامۃ

میں نے دیکھا ہے۔ کہ یہاں استقلال کی حد ہو گئی ہے۔ کوئی ناکامی اور تکلیف استقامت میں فرق نہیں آنے دیتی۔ استقامت ایک ایسی چیز ہے کہ اسے فوق الکرامۃ کہا گیا ہے۔ قرآن مجید میں کثرت کے ساتھ اس کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ جہاں جہاں کامیابی کے گُر اور اصول قرآن کریم نے تعلیم کئے ہیں۔ وہاں ہی استقامت اور استقلال کی طرف توجہ دلائی ہے۔ کہیں کہا گیا ہے۔ واصبروا وصابروا ورابطوا۔ اور کسی جگہ کہا گیا ہے۔ کما امرت۔ اور کہیں اھدنا الصراط المستقیم اور کہیں لا تھنوا ولا تحزنوا فرمایا۔ غرض مختلف صورتیں اور حالات استقامت کے بیان فرما کر اس طرف توجہ دلائی ہے۔ یہ ایک عام اصولی ترقی ہے۔ ایمانیات میں بھی اگر استقلال اور استقامت نہ ہو۔ تو نتیجہ ہیچ ہے۔ اور دنیا کے عام کاروبار میں بھی اس کی ضرورت ہے۔ مگر آہ ہم اس کو بھی چھوڑ بیٹھے ہیں۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ ہماری کوئی بھی کل سیدھی نہیں۔ اس جگہ ان کافران فرنگ میں استقامت کے سبق کو جب پڑھتا ہوں۔ تو بعض اوقات گھر میں آ کر رو پڑتا ہوں۔ اور گھنٹوں میرے قلب پر اپنی غفلت اور کوتاہی کا اثر رہتا ہے۔

ہائیڈ پارک میں ایک پلیٹ فارم ایک ایسے لڑکے کا ہے۔ وہ رومن کیتھولک کے خلاف بولتا ہے۔ یہاں کے سول سروس میں وہ ملازم ہے۔ اور ہفتہ میں دو مرتبہ عموماً اور اتوار کو خصوصاً وہ آ کر تقریر کرتا ہے۔ جب وہ تقریر کرنے کھڑا ہوتا ہے۔ تو اس کے گرد بہت بڑا مجمع ہوتا ہے۔ اور اس سارے مجمع کی انتہائی کوشش یہ ہوتی ہے۔ کہ بول نہ سکے۔ لوگ شور مچاتے ہیں۔ اس کے پلیٹ فارم کو پکڑ کر ہلاتے ہیں۔ اسے پکڑ کر کھینچتے ہیں۔ مگر وہ اپنی دھن کا پکا اور اپنے مشن کا پکا مبلغ ان باتوں سے گھبراتا ہے۔ اور نہ ان کی طرف توجہ کرتا ہے۔ وہ کہے جاتا ہے۔ پھر میں نے دیکھا ہے۔ کہ بعض اوقات وہ پلیٹ فارم پر سے گرا دیا جاتا ہے۔ مگر وہ پھر کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور اپنی تقریر میں مصروف ہو جاتا ہے۔ میں نے ایک دن ایک سنجیدہ مزاج شخص سے پوچھا کہ اس کی مخالفت کیوں کرتے ہیں۔ اس نے کہا چونکہ یہ رومن کیتھولک کے خلاف بولتا ہے۔ اس لئے یہ لوگ اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ میں نے کہا۔ باوجود اس سلوک کے کیا آج تک یہ لوگ اس کو بولنے سے روک سکے۔ اس نے کہا نہیں۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں۔ کہ وہ اپنی ہمدردی کو کھو بیٹھیں گے اور یہ کامیاب ہو جائے گا۔ میں نے کہا میں آپ کی رائے سے اتفاق کرتا ہوں۔ ایسا ہی ہوگا۔ ایک نہیں ہر معاملہ میں اس قوم کی مستقل مزاجی کی مثالیں روز مرہ دیکھنے میں آتی ہیں۔

پچیس ہزار پونڈ بائبل کی قیمت

دولتمندوں کے چوچلے بعض اوقات عجائبات پیدا کر دیتے ہیں۔ لیونشٹ کارنتھیا کی ایک خانقاہ سینٹ پال نے آسٹرین گورنمنٹ کی اجازت سے نیویارک کے ایک خریدار کے پاس پچیس ہزار پونڈ قریباً آٹھ لاکھ روپیہ کو بائیبل کا ایک نسخہ فروخت کیا ہے۔ اور یہ سب سے بڑی قیمت ہے۔ جو آج تک کسی کتاب کی پیش کی گئی ہو۔ یہ بائیبل ۱۴۵۵ء کی چھپی ہوئی ہے۔ اس بائیبل کی شہرت اور خوبی کی صرف یہ وجہ ہے۔ کہ یہ پہلی بائیبل ہے۔ جو ٹائپ میں چھاپی گئی تھی۔ اور یہ رق یعنی چرمی کاغذ پر چھاپی گئی تھی۔ اس کے صرف ۳ نسخہ کل دنیا میں ہیں۔ اور گٹنبرگ بائیبل اسے کہتے ہیں جو پرنٹر گٹنبرگ کے نام پر ہے۔ لنڈن کے ایک کتب فروش نے اس بائیبل کا ایک نسخہ دس ہزار پونڈ پر لیا تھا۔ اور تھوڑا عرصہ ہوا ایک کاپی پینتالیس ہزار پونڈ پر فروخت ہوئی ہے۔ اور یہ تیسری کاپی پچیس ہزار پونڈ کو۔

حضرت حکیم الامۃ خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے بعض کتابوں کی ہندوستان کے لحاظ سے بڑی بڑی قیمتیں ادا کی تھیں۔ تفسیر فوز الکبیر چند آنے کی کتاب ہے کہ ایک نسخہ کے لئے آپ نے پچاس روپیہ دیئے۔ اور کتاب لے کر بہت جلد اس مکان سے باہر چلے گئے۔ اور پھر آئے۔ تاکہ فقہ اسلامی کے موافق بیع مکمل ہو جاوے۔ بہت سی کتابیں آپ کے کتب خانہ میں نایاب اور بیش قیمت ہیں۔ بعض کتابوں کے نقل کرنے کے لئے محرک آدمی بھیجے۔ علم کی دنیا کے عجائبات بے حد ہیں۔ میں ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کو بھی کتابوں کا بہت بڑا شوق ہے۔ اور ہر قسم کی کتابیں آپ مہیا کرتے رہتے ہیں۔ قیمت کے کم و بیش ہونے کا کبھی خیال بھی نہیں آتا۔ مگر وہ کتابوں کو کتاب کے لئے لیتے ہیں۔ نہ عجائب خانہ بنانے کے لئے۔

افتتاح مسجد پر مہاراجہ الور کا پیغام مبارکباد

ہز ہائی نس مہاراجہ صاحب الور (جو ان ایام میں یہاں ہیں) کی خدمت میں دعوتی رقعہ تقریب افتتاح مسجد پر بھیجا گیا تھا۔ ہز ہائی نس ان ایام میں سکاٹ لینڈ کی طرف گئے ہوئے تھے۔ اور دعوتی رقعہ ایسے موقعہ پر پہنچا۔ کہ وہ شامل نہ ہو سکتے تھے اس لئے آپ کے پرائیویٹ سکرٹری نے مندرجہ ذیل خط ارسال کیا:۔

جناب من! مجھے ہز ہائی نس نے ہدایت فرمائی ہے۔ کہ میں آپ کے دعوتی خط مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۲۶ء کی (جو افتتاح مسجد کی تقریب میں شمولیت کی دعوت پر مشتمل تھا) رسید دوں۔ ہز ہائی نس آپ کی اس دعوت قبولیت کے لئے شکر گذار ہیں۔ اور وہ ان جذبات کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جو آپ نے ہز ہائی نس کے متعلق ظاہر کئے ہیں۔ کہ وہ اپنی رعایا کے مختلف مذاہب کے لوگوں کے ساتھ یکساں محبت کا برتاؤ رکھتے ہیں۔ ہز ہائی نس جیسا کہ آپ کو معلوم ہے۔ فی الحال سکاٹ لینڈ میں بہت دور ہیں۔ اس اثنا میں آپ کی چٹھی اس قدر تاخیر سے ملی کہ افتتاح کی تاریخ ۳ اکتوبر ۱۹۲۶ء گذر چکی ہے۔ اس لئے آپ اندازہ کر سکتے ہیں۔ کہ اس تقریب پر ہز ہائی نس کی شمولیت ناممکن ہو گئی تھی۔ تاہم ہز ہائی نس آپ کو اور آپ کی جماعت کو دلی مبارکباد دیتے ہیں۔ کہ آپ نے مسجد کے نام سے ایک عبادت گاہ بنائی ہے۔ جہاں ہم سب کے محبوب و مشترک رب العالمین کا ذکر و عبادت ہوگی۔

ہز ہائی نس نے جن محبت و اخلاص آمیز خیالات کا اظہار فرمایا ہے وہ ان کی عالی خیالی اور بے تعصبی کا ایک کھلا کھلا ثبوت ہے۔ اگر انہیں وقت پر اطلاع ہو گئی ہوتی تو وہ یقیناً شریک ہوتے۔ تاہم امید کی جاتی ہے۔ کہ وہ اپنے قیام کے دوران میں لنڈن مسجد کو دیکھ سکیں گے۔ مسجد کی قبولیت دن بدن بڑھ رہی ہے۔ ہر روز لوگ دیکھنے کے لئے آتے ہیں۔ اور اذان سننے کی خواہش ان میں بہت ہے۔ احمدی جماعت حقیقتاً جس قدر سجدات شکر بجا لائے۔ وہ کم ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے ان کو ایسے عظیم الشان کام کی توفیق دی۔ کہ آنے والی احمدی نسلیں اس پر فخر کریں گی۔ اور سلاطین ان پر رشک کریں گے۔

انگریز نو مسلموں کی تعلیم کا انتظام

میں جب سے یہاں آیا ہوں۔ اس بات کو محسوس کرتا تھا۔ کہ انگریز نو مسلموں کی تعلیم کا کوئی انتظام نہیں۔ اور یہ ایک ایسا سقم تھا۔ کہ اس کے بغیر یہ خطرہ تھا۔ کہ اسلام کی اصل حقیقت کو چھوڑ کر انگریزی اسلام کی تعلیم و تبلیغ شروع نہ ہو جاوے جو لوگوں کے اپنے خیالات ہوں۔ میرے بعض مضامین میں بھی اس کا ذکر آ چکا ہے۔ مولانا درد نے اس ضرورت کو محسوس کر کے بعض نو مسلموں کی تحریک اور درخواست پر ایک باقاعدہ کلاس کھول دی ہے۔ جس میں سے ایک جماعت ہفتہ کے روز اور ایک اتوار کے دن تعلیم کے لئے آتی ہے۔ ان کو اسلامی عقائد اور ارکان عبادت کے علاوہ قاعدہ یسرنا القرآن پڑھایا جاتا ہے۔ ایک نو مسلم نے جو خاکسار عرفانی کی تحریک و تبلیغ سے سلسلہ میں داخل ہوا ہے۔ نماز عربی زبان میں یاد کر لی ہے۔ اور اذان اور تکبیر بھی۔ چنانچہ یہ پہلا نو مسلم لنڈن میں ہے۔ جس نے اذان دی اور تکبیر کہی۔ اور وہ اذان اور تکبیر کے بعد اتنا خوش تھا کہ اب تک اس لذت کو وہ محسوس کرتا ہے اور یہ ایمانی بشاشت کا نتیجہ ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ دوسرے نو مسلم نہایت توجہ اور محنت سے پڑھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ تو ان میں مشنری پیدا ہو جائیں گے۔ لنڈن میں کام کا ایک نیا دور شروع ہو گیا ہے۔ اور پہلے سے زیادہ ذمہ واریوں کو لے کر شروع ہوا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے کیا خوب فرمایا کہ اینٹ اور پتھر کی مسجد تو تیار ہو گئی ہے۔ اب دلوں کی مسجد تیار کرو۔ قلوب کی تعمیر مولیٰ کریم کے قبضہ قدرت میں ہے۔ اور ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ جس نے اس مسجد کی تعمیر کی توفیق دی ہے۔ وہ ان قلوب کو کھینچ کر لے آئیگا جو اس کے نام کو بلند کرنے والے ہوں اور مسجد کو ذکر اللہ سے آباد رکھیں۔

احمدی خواتین سے درخواست

محترمہ بنت شیخ مولا بخش صاحب اندراج مضامین کا شکریہ لمبی چوڑی تمہید میں ادا کرکے (جس کے چھاپنے بلکہ لکھنے کی بھی کچھ ضرورت نہ تھی) اپنی بہنوں سے خطاب کرتی ہیں (ایڈیٹر)

میری بہنوں! یہ پستی اور اس پر یہ غفلت اچھی نہیں - اٹھو اور خواب غفلت سے بیدار ہو یہ زمانہ سستی اور غفلت کا نہیں بلکہ ہشیاری اور جد و جہد کا ہے - اور اس میں قدر بھی ایسے ہی شخص کی ہے پس اس پستی سے نکل کر ترقی کی طرف قدم اٹھاؤ جب تک تم ترقی کرنے کی کوشش نہ کروگی - تب تک تم کو کوئی بھی ترقی دینے کا خواہاں نہیں ہوگا - بلکہ خدا بھی اس وقت تک پستی سے نہیں نکالیگا کیونکہ مشہور ہے

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی -
نہ ہو جسکو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

پس تم کو چاہیئے - کہ جلد جلد ترقی کرنے کی کوشش کرو - تاکہ خدا تعالےٰ بھی ہم کو اس پستی سے نکال کر بام ترقی پر پہنچائے - پیاری بہنو ہمیں دوسری قوموں کی عورتوں سے سبق سیکھنا چاہیئے - کہ وہ کس طرح مردوں کے دوش بدوش کام کرتی ہیں - اور اپنی ہم جنسوں کی بہتری کیلئے کسطرح سرگرم رہتی ہیں - جنہیں دیکھکر رشک آتا ہے - کہ اے کاش ہم کو اپنی ہم جنسوں کی بھلائی کے لئے اس سے آدھی کوشش ہی میسر ہو پیاری بہنو ہماری عورتوں میں اصلاح کی بڑی ضرورت ہے ہم نے صرف زبانی احمدیت کا اقرار کرلیا - تو کیا ہوا - ہم میں سے کئی بہنیں ایسی ہونگی جو بدستور اپنی پرانی رسومات پر کار بند ہوں گی - اور پھر ایسی ہونگی - جو اپنی نادانی کے سبب شرک و بدعت میں مبتلا ہونگی - اور پھر کئی ایسی بھی ہونگی - جو اپنی جہالت کی وجہ سے کئی طرح کے مذہبی اخلاقی تمدنی نقصان اٹھا چکی ہوں گی - کیا ان حالات میں ہمارا فرض نہیں - کہ ہم باوجود ان باتوں سے آگاہ ہونے کے ان سے اپنی بہنوں کو نہ بچائیں - پس ہم جو سلطان القلم کی جماعت میں شامل ہیں - ہمیں چاہیئے - کہ قلم ہاتھ میں لیں - اور اپنی بہنوں کی ضروریات کو مد نظر رکھکر بہتر سے بہتر مضامین لکھیں - اور اس طرح حق تبلیغ ادا کریں - کیونکہ ہر ایک اچھی بات تبلیغ میں شامل ہے - اور چونکہ ہم کو مردوں کی طرح باہر نکلکر تبلیغ اشاعت کا موقعہ نہیں ملتا - اور تبلیغ ضروری ہے - لہذا ہم سے اگر حق تبلیغ کسی طرح ادا ہو سکتا ہے - تو وہ صرف تحریر کا امید ہے - کہ بہنیں اپنی تمام کی ہر قسم کی ضروریات کو مد نظر رکھکر بہت مضامین لکھیں گی - اور ثواب دارین حاصل کرینگی -

ہے اصلاح خواتین کس قدر کار اہم بہنوں -
جہالت زور پر ہے اور ہے تعلیم کم بہنوں -
ابھی راہ ترقی میں بہت پیچھے ہیں ہم بہنوں -
بڑھاؤ ہاں بڑھاؤ تیز تیز اپنے قدم بہنوں
رہیں دنیا میں کیونکر ہم نقش پا کارواں بنکے
اٹھو آؤ کریں قطع سفر روح رواں بنکے
اٹھو اور اٹھ کر سر نو رشتہ امید کو جوڑدو -
رسومات کہن اور شرک کی زنجیر کو توڑدو -
سوئے راہ ترقی ابلق ایام کو موڑدو -
ابھی کچھ بھی نہیں بگڑا دامن یاس کا چھوڑدو -

راقمہ ب - خ - ن - بنت شیخ مولا بخش صاحب - لاہور

صوبہ پنجاب اور زراعت

(ایک لبرل کے قلم سے)

صوبہ پنجاب ایک زراعتی صوبہ ہے - اور اسکی ترقی اور خوشحالی میں جسقدر اضافہ زراعت کی ترقی سے ہو سکتا ہے - اتنا اور کسی ذریعہ سے نہیں ہو سکتا - اور یہی وجہ ہے - کہ ہماری گورنمنٹ سالہا سال سے مسلسل اور متواتر طور پر اس شعبہ کی اصلاح اور ترقی میں مصروف دکھائی دیتی چلی آتی ہے - اگرچہ صوبہ کے ذرائع بہت بڑی حد تک اسکو خاص طور سے ایک زرعی صوبہ بنانے میں مدد دیتے رہتے ہیں - اور ساتھ ہی یہ بھی ایک ناقابل انکار حقیقت ہے - کہ مصنوعی وسائل مثلاً انہار وغیرہ نے بھی صوبہ کی ترقی کے دائرہ کو بہت وسیع کردیا ہے اور اسکے لئے وہ تمام تر گورنمنٹ کی مسلسل جد و جہد اور سرگرمیوں کا مرہون منت ہے -

محبان وطن پنجابیوں کے لئے یہ معلوم کرنا بیحد خوشی اور مسرت کا موجب ہوگا - کہ صوبہ پنجاب کی ترقیوں کا امکان روز بروز وسیع تر ہوتا جاتا ہے - اور وہ وقت دور نہیں - جب یہ صوبہ اپنی زراعتی حیثیت سے تمام ممالک عالم میں ایک خاص امتیاز حاصل کرلیگا - بحالت موجودہ سب سے بڑی ضرورت اسبات کی ہے - کہ ہم گورنمنٹ کے ساتھ شرکت عمل کرکے اسکو اس کی مختلف مفید سکیموں کے بروئے کار لانے میں مدد دیں اور اسطرح اپنی خوشحالی اور بہبودی کا دائرہ وسیع کرنیکا باعث ہوں

۲۵ راکتوبر ۱۹۲۶ء کو جناب گورنر نے پنجاب لیجسلیٹو کونسل کے سیشن کے اختتام پر جو فصیح و بلیغ اور پُر مغز تقریر کی - اسمیں انہوں نے دیگر امور کا حوالہ دینے کے ساتھ زراعت کی ترقیوں کا بھی خاص طور سے ذکر کیا - آپنے کہا کہ ۱۹۲۱ء میں اصلاح یافتہ گندم زیر کاشت ۸ لاکھ ایکڑ رقبہ تھا جو ۱۹۲۶ء میں ترقی کرکے ساڑھے چودہ لاکھ تک پہنچ گیا ہے - اور اسی طرح اسی عرصہ میں امریکن روئی کا رقبہ زیر کاشت ۱/۲ لاکھ سے ساڑھے نو لاکھ ہو گیا ہے - علاوہ بدیں ہمنے راولپنڈی اور جالندہر میں سرکل قائم کردئے ہیں - اور ملتان اور سرسہ میں پانچسو ایکڑ کے ایکسپیریمنٹل فارم قائم کر نیوالے ہیں - آگے چلکر اسی تقریر میں آپنے نسل کشی مویشیان کے مسئلہ پر اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا - کہ اب سے پہلے صوبہ نے نسل کشی مویشیان کے مسئلہ پر بہت کم توجہ دی ہے - نسل کشی مویشیان کی اصلاح ایک بہت اہم اقتصادی ضرورت ہے - اور میں یہ معلوم کرکے بہت خوش ہوں - کہ زراعت نے اسکو منظور کرالیا ہے

اسی سلسلہ میں جب ہم یہ دیکھتے ہیں - کہ ہائیڈرو الیکٹرک سکیم جلد جامہ عمل میں آنیوالی ہے - تو یہ کہنا بالکل بے مبالغہ ہو جاتا ہے کہ صوبہ کی تمام صنعتیں جن میں زراعت ممتاز حیثیت رکھتی ہے بہت فائدہ اٹھائینگی - دوسری طرف یہ امر بھی خاص طور سے قابل ذکر ہے - کہ ہمارے زمیندار اور کاشتکار گورنمنٹ کی زراعتی سرگرمیوں کو بنظر سنجیدگی دیکھنے لگے ہیں - اس سلسلہ میں سر میلکم ہیلی نے اپنی مذکورہ بالا تقریر میں جو کچھ فرمایا - اسکا خلاصہ یہ ہے - کہ زراعتی تحقیقات کو کاشتکار بنظر شک نہیں دیکھتے - اور نہ اسبات پر ہنستے اور ناراض ہوتے ہیں - کہ ہم اس علم میں جدید خیالات حاصل کر رہے ہیں جسمیں ان کے بزرگ مغرب اور مشرق کا اتصال ہونے سے صدیوں پیشتر مہارت حاصل کرچکے تھے -

اس سے ظاہر ہے - کہ شک و شبہ کا زمانہ گذر چکا ہے - اور اب لوگ زراعتی کاموں کو دلچسپی اور سنجیدگی کی نظر سے دیکھنے لگے ہیں - یہ ایک خیال نیک ہے - اور اس کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے - کہ زراعتی ترقی کے لئے ہمیں کچھ بہت زیادہ انتظار کرنا نہیں پڑیگا - جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے - گورنمنٹ کے ساتھ تعاون کرنے اور اسکی مفید سکیموں کو بروئے کار لانے کی بہت ضرورت ہے اور یہ ایک حقیقت ہے - کہ اگر ہم نے فرض شناسی میں کوتاہی نہ کی - تو ہمارا مستقبل بہت شاندار ہوگا - نامناسب نہ ہوگا - اگر آخر میں گورنمنٹ کے ان احسانات کا اعتراف کریں - جو وہ ہماری خوشحالی اور بہبودی کیلئے گرمجوشانہ جد و جہد کرکے ہم پر کر رہی ہے -

وفد نمبر ۱ کیرنگ میں

یہ رپورٹ کسی وجہ سے اپنے وقت پر نہ چھپ سکی - اسلئے غلط درج ہونے سے رہ گئی۔ ہمارے معزز مہمان مولوی عبدالرحیم صاحب نیر اور مولوی غلام احمد صاحب مولوی فاضل ۲۴ راکتوبر کو تشریف فرما ہوئے - اطراف و نواحی کے لوگوں کے سوا کلکتہ کٹک اور سونگڑا کے احباب نے بھی ہمارے جلسہ کی اپنی شمولیت سے رونق افزائی کی - بعد نماز مغرب دوران حضرت نیر صاحب نے ممالک مغربی انگلستان لنڈن افریقہ وغیرہ کی تبلیغ اور کامیابی کا نقشہ دکھلایا جس سے غیر احمدیوں کے منہ پر مہر لگ گئی جو عرصہ سے ان پڑھ عوام زن و مرد کو عموماً اور محدود دائرہ کے اندر رہنے والے واقعات عالم سے بیخبر لوگوں کو خصوصاً یہ مغالطہ دیا کرتے اور کہتے تھے کہ فقط سونگڑہ اور کیرنگ میں مہدی آیا اور مسیح کا نزول ہوا - اور کہیں نہیں افتتاحی اختتامی تقریروں کے سوا ...... حضرت نیر صاحب نے سورۃ کوثر تلاوت فرما کر ایک دلکش تقریر کی مولوی غلام احمد صاحب مولوی فاضل کی دو تقریریں صداقت مسیح موعود علیہ السلام اور دنیا کا آئندہ مذہب پر ہوئی - لوگوں پر بہت اچھا اثر ہوا - کیرنگ کے دو اور اطراف کے دو اس قسم کے چار شخص حضرت نیر کے ہاتھ پر بیعت کرکے سلسلہ حقہ احمدیہ میں داخل ہوئے - اور بہت لوگ احمدیت کے قریب ہوگئے ہیں

(راقم بھیکن خان عفی اللہ عنہ - تبلیغی سیکرٹری جماعت احمدیہ کیرنگ)

دیوبند کا خاتمہ

غیر احمدی اخبارات میں بڑے شدومد سے ایک اشتہار شائع ہو رہا ہے۔ جس کی سرخی مرزائیت کا خاتمہ ہے۔ اس اشتہار میں لکھا ہوا ہے۔ کہ مولوی محمد شفیع مہتمم دارالاشاعت والتدریس دیوبند نے ایک کتاب لکھی ہے۔ جس کے حصہ اول میں قرآن کی ایک سو آیت سے اور دوسرے حصہ میں دو سو دس احادیث سے محمد صلعم کا آخری نبی ہونا ثابت کیا ہے۔ اس کتاب پر اخبارات نے بڑی کثرت سے ریویو کئے ہیں۔ اور بعض جاہل اخبارات نے تو یہاں تک اس کتاب کی نسبت لکھا ہے۔ کہ مولوی محمد شفیع دیوبندی نے یہ کتاب لکھ کر مرزائیت کا دھڑ توڑ دیا ہے۔ چونکہ میں بھی متعدد اخباروں کا ایڈیٹر ہوں۔ ریویوز اور اشتہارات پڑھتے پڑھتے میری غیرت نے جوش مارا۔ اور میں نے کتاب منگوا کر مطالعہ کر کے اس کی ایک ایک آیت اور ایک ایک حدیث پر جرح کر کے دیوبندی جھونپڑے کو پاش پاش کر کے بفضلہ گدھے کا ہل چلا دیا ہے۔ ان تین سو دس اعتراضوں کا جواب تین سو دس آیات اور احادیث سے سکہ انشاء اللہ دیوبندی زنگروٹ آئندہ کسی احمدی خادم تک نہ کے سامنے اگر اپنے پرچھے اڑوانے کی جرأت نہ کر سکے گا۔ اس کتاب کا نام میں نے اجرائے نبوت رکھا ہے۔ یہ کتاب محض اس غرض سے لکھی گئی ہے۔ کہ ختم نبوت پر جس قدر احتمالات یا ممکنہ اعتراض ہو سکتے تھے۔ ان سب کا جواب کسی طریقہ سے دے دیا گیا ہے۔ کتاب کو تیار ہوئے ایک سال ہو گیا۔ مگر اس کے چھپوانے کا انتظام اب تک نہ ہو سکا۔ کیونکہ کتاب بڑی ہے۔ اس لئے ہر غیور احمدی سے امداد کا طالب ہوں۔ اور وہ اس طرح پر کہ آپ مجھ سے کتاب محقق اور کذابوں کا انجام کی ایک جلد خرید لیں۔ اور اس کے ہر خریدار کو تیسرا پارہ بخاری کا مترجم اور کتاب اجرائے نبوت بھی چھپنے پر مفت نذر کروں گا۔ محقق ۴ر کذابوں کا انجام ۴ر۔ بخاری کا تیسرا پارہ مترجم جس میں اذان اور نماز کے کل مسائل موجود ہیں قیمت ۴ر۔ کتاب اجرائے نبوت ۴ر گویا پونے سات روپیہ کی کتب تین روپیہ میں آپ کو مل رہی ہیں۔ جن کے پاس محقق اور کذابوں کا انجام موجود ہے وہ ایک روپیہ میں بخاری کا تیسرا پارہ منگوا لیں۔ تو ان کو بھی اجرائے نبوت مفت دوں گا۔ یا جن کے پاس محقق اور کذابوں کا انجام میں سے ایک کتاب موجود ہے۔ وہ ان میں سے ایک منگوا لیں۔ تو عار میں بخاری اور اجرائے نبوت بھی دوں گا۔ خدا بہتر جانتا ہے کہ کتابیں بیچنا اس وقت میرا مقصود نہیں۔ بلکہ یہ چاہتا ہوں۔ کسی طرح کتاب کی چھپائی کے دام آ جائیں اور کتاب شائع ہو جائے۔ کتاب محقق میں صداقت احمدیت پر ۱۴۰ دلائل موجود ہیں۔ اس کتاب کو ہاتھ میں لے کر معمولی اردو خوان احمدی بڑے سے بڑے مولوی کا ناطقہ بند کر دیتا ہے۔ یہ اس قدر مقبول ہوئی۔ کہ دو مرتبہ چھپ چکی ہے۔ احمدیت کا کوئی ایسا مسئلہ نہیں۔ جو اس میں موجود نہ ہو۔ ضخامت پانچ سو صفحہ ہے۔ جزو کی جلد ہے۔ اور کتاب کذابوں کا انجام کتاب ہے۔ جس میں محمد صلعم کے بعد پیدا ہونے والے ایک سو تیرہ مدعیان نبوت مسیحیت اور مہدویت کے حالات اور انجام درج ہیں۔ اور اس پر دس ہزار روپیہ کا انعامی چیلنج ہے۔ کہ تم کسی ایک جھوٹے کی مثال پیش کرو۔ جس کو حضرت مرزا صاحب کی طرح کامیابی ہوئی ہو۔

المشتہر:۔ منیجر رسالہ محقق کٹڑہ قطب الدین چاندنی چوک دہلی

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول نمبر ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب منشی مولا بخش صاحب سب جج و مجسٹریٹ درجہ اول و افسر مال مالیر کوٹلہ

بمقدمہ

سریا رام پسر سہنی رام قوم اگروال ساکن موضع پھروالی علاقہ مالیر کوٹلہ و پورچند پسر دولت رام اگروال ساکن گھنوری کلاں علاقہ پٹیالہ - مدعیان -

بنام

سنتو کھا پسر ارو ڈر ذات جٹ ساکن پھروالی علاقہ مالیر کوٹلہ مدعاعلیہ

دعویٰ بمبلغ مالمعہ سود کلدار

چونکہ مدعاعلیہ مندرجہ بالا مفرور ولاپتہ ہے - اس لئے بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے - کہ وہ ۹ر دسمبر ۱۹۲۶ء کو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی و جوابدہی مقدمہ ہذا کرے - ورنہ اس کے خلاف کارروائی یک طرفہ عمل میں آئے گی -

آج بتاریخ ۱۱ر نومبر ۱۹۲۶ء ہمارے دستخط و مہر عدالت ہذا سے جاری ہوا -

دستخط حاکم - مہر عدالت

ہندوستان کی خبریں

بنارس کا پیغام مظہر ہے - کہ ہز اکسیلنسی وائسرائے نے آل انڈیا مہامنڈل کے وفد کو بتاریخ ۵ر جنوری ۱۹۲۷ء باریاب فرمانے اور اس کا سپاسنامہ منظور کرنے کا وعدہ فرمالیا ہے - (ا - پ)

کلکتہ یکم دسمبر - کل گنگا جیوٹ مل پٹورہ میں آگ لگی - جسکی وجہ سے تقریباً دو لاکھ روپیہ کا نقصان ہوا - آگ بجھانے کے لئے چھ انجن استعمال کرنے پڑے -

انور یکم دسمبر - اندھرا پراونشل کانفرنس کے نئے اجلاس میں سول نافرمانی کی قرار داد ۱۰۱ اور ۶۳ آراء کی نسبت سے منظور ہوئی - قرار داد حسب ذیل ہے -

کانفرنس کو یقین ہے - کہ ملک بڑے پیمانے پر سول نافرمانی کرنے کے لئے تیار ہے - اس لئے کہ حصول سوراج کا یہی ایک بڑا ذریعہ ہے - اور اس پر کاربند ہونے کا وقت آگیا ہے - کانفرنس آسام کانفرنس سے استدعا کرتی ہے - کہ وہ سول نافرمانی کے لئے اعلیٰ پیمانہ پر تدابیر اختیار کرے -

صدر مجلس کانگریس اندھرا مسٹر ٹی پرکاشم نے کانفرنس کو مشورہ دیا - کہ یہ قرار داد منظور نہ کی جائے - آپ نے اپنے کام کی تعمیری شق پر زور دیا - اور عجلت سے باز رہنے کی تلقین کی - سول نافرمانی اور حریت کی قرار داد منظور ہونے پر مسٹر ٹی پرکاشم نے اندھرا پراونشل کانگریس کمیٹی سے استعفار دیدیا ہے - (ا - پ)

پٹنہ ۲۷ر نومبر - خان بہادر سینئر ڈپٹی مجسٹریٹ نے مولوی عثمان غنی ایڈیٹر امارت کے مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا - مدیر مذکور پر بغاوت کا الزام تھا - ان پر جرم ثابت ہو گیا - اور انہیں ایک سال قید محض اور پانچ سو روپیہ جرمانہ کی سزا دی گئی - بصورت عدم ادائیگی جرمانہ چھ ماہ مزید قید کی سزا دی جائیگی -

لاہور ۲ر دسمبر - ایسوسی ایٹڈ پریس اس اطلاع کا ذمہ دار ہے - کہ نواب سر ذوالفقار علی خان صاحب جو پنجاب اسمبلی کی رکنیت کے لئے کھڑے ہوئے تھے - کامیاب ہو گئے ہیں -

لکھنؤ ۲ر دسمبر - ایک جلسہ عام کے صدر کی حیثیت سے مہاراجہ محمود آباد نے وہابیوں کے "مظالم حجاز" کے متعلق ملک معظم کو حسب ذیل بحری تار بھیجا ہے

حال ہی میں حجاز سے یہ اندوہناک خبر موصول ہوئی ہے کہ مدینہ منورہ میں روضۂ نبوی کے انہدام کا خطرہ ہے - اس اطلاع کو سنکر ملک معظم کی سات کروڑ مسلم رعایا کے مذہبی جذبات کو عمیق صدمہ پہنچا ہے - ہندوستانی مسلم رعایا حضور ملک معظم سے التجا کرتی ہے - کہ ملک معظم اپنی حکومت کو ایسی تدابیر اختیار کرنے کی ہدایت کریں - جن سے اس ظلم کا جس کا کہ اندیشہ ہے - سدباب ہو جائے -

اور ہندوستان کے سات کروڑ مسلمانوں کا اضطراب رفع ہو جائے - مہاراجہ نے ہندوستان کے تمام اسلامی تاجداروں سے بھی امداد اور تائید کی درخواست کی ہے -

احمد آباد ۲ر دسمبر - شہزادہ و شہزادی بلجیم کل یہاں پہنچے - اور دو گھنٹے قیام فرمایا - اور اس کے بعد وہ اودے پور کی طرف روانہ ہو گئے -

حیدر آباد ۲۸ر نومبر - مہاراجہ سر کشن پرشاد کے صدر مقرر کرنے کے باقاعدہ اعلان کے بعد ریاست کے عام سیاسی حالات میں مزید تغیرات و انقلابات کی توقع ہے - ہز اگزالٹیڈ ہائینس نظام نے چاہا تھا - کہ نواب نظامت جنگ کو کونسل کا ڈپٹی پریذیڈنٹ مقرر کر دیا جائے - لیکن معلوم ہوتا ہے - کہ حکومت برطانیہ نے حضور نظام کی یہ تجویز منظور نہیں کی -

ممالک غیر کی خبریں

لنڈن ۲۸ر نومبر - اطالیہ نے سان ریمو اور ونٹی مگلا کے مابین ۱۵۰ توپیں پہاڑوں پر نصب کر دی ہیں - توپوں کے گذارنے کے لئے پہاڑی سڑکیں اور چوکیاں تعمیر کر دی ہیں - فرانس کی طرف سے بھی اسی طرح کے استحکامات بنائے جا رہے ہیں - قلعہ جات پر مسلح فوجیں بٹھا دی گئی ہیں -

میلان ڈاک سے اطلاع ملی ہے کہ شمالی اطالیہ سے پانچ ہزار آدمی جو کہ فسطیوں کے مخالف تھے - گرفتار یا جلاوطن کر دیئے گئے ہیں - ان میں سو یونیورسٹی کے پروفیسر اور ۲۴ سابق مندوبین حکومت ہیں - (ٹائمز)

لنڈن ۲۹ر نومبر - اضلاع کی مجالس کان کنان نے اپنے طور پر سمجھوتے کرنے شروع کر دیئے ہیں جس سے مرکزی جمعیت کان کنان کا وقار بلکہ ہستی تک غیر یقینی ہو گئی ہے - ہڑتال قریباً ختم ہو چکی ہے -

برقی اطلاعات مظہر ہیں - کہ جلالۃ الملک سلطان ابن سعود یکشنبہ کی ظہر کو مدینہ منورہ پہنچ گئے ہیں -

روما یکم دسمبر - سائنیور مسولینی نے فیصلہ کیا ہے - کہ اسکے بعد اطالیہ میں آقا اور غلام کوئی نہ ہوگا - بلکہ سب مساوی ہوں گے - اسلئے عمال کا ایک آئینی قرطاس آزادی تیار ہو رہا ہے - جس کے ماتحت مزدوروں کو حکومت میں وہ حقوق اور اختیارات حاصل ہوں گے - جو مزدوروں کو کسی اور ملک میں حاصل نہیں ہیں -

قاہرہ ۲۹ر نومبر - اطلاع موصول ہوئی ہے - کہ امیر عبداللہ اپنے باپ شریف حسین کی ملاقات کیلئے جنکی علالت کی اطلاع موصول ہوئی ہے - عمان سے قبرص کی طرف روانہ ہو گئے ہیں - بیان کیا گیا ہے - کہ امیر عبداللہ کی عدم موجودگی میں ان کے بھائی امیر علی شرق اردن کا انتظام

(منشی عبدالرحمٰن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا)